# 8

# دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ہندوستان کو لڑائی جھگڑے اور فساد سے بچالے

(فرمودہ 28 فروری 1947ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مَیں نے پچھلے سے پچھلے جمعہ میں اِس بات کا اظہار کیا تھا کہ جماعت میں تبلیغ کے متعلق بیداری پیدا ہو رہی ہے اور جماعت میں تبلیغ کرنے کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ اگر یہ احساس قائم رہا تو امید ہے کہ جماعت کی ترقی کی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ ہو جائے گی۔ میرا خوشی کا اظہار کرنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ مَیں اِس رفتار کو تسلی بخش سمجھتا ہوں بلکہ موجودہ رفتار ایسی نہیں کہ جسے جماعتی ترقی کا کوئی اہم دَور ہم سمجھ سکیں اور اسے قابلِ وقعت سمجھیں۔ بلکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ اس رفتار سے اگر ہزار یا پندرہ سو گُنے رفتار تیز ہو جائے تو پھر کوئی معتد بہ نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کی قدر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ [1] کہ اگر تم ہمارا شکر ادا کرو گے تو ہم اَور زیادہ دینگے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے جماعت میں اِس بات کا احساس پیدا کر دیا ہے کہ جس طرح ہم چندوں میں دوسری جماعتوں سے افضلیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح تبلیغ کے میدان میں بھی ہمارا قدم دوسری قوموں سے بہت آگے ہو۔

پچھلے کئی سالوں سے جماعت کی توجہ تبلیغ کی طرف کم تھی اور جماعت کے افراد اکثر یہ شکایت کرتے رہتے تھے کہ لوگ ہماری باتیں سنتے ہی نہیں۔ یہ کہنا کہ لوگ ہماری باتیں سنتے ہی نہیں اِس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ایک تو یہ کہ لوگ ہماری باتوں کی مخالفت کرتے ہیں۔اگر یہ معنی لئے جائیں تو اِس بات کے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے کہ لوگ ہماری تعلیم کی مخالفت کرتے ہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اُسی وقت مامور بھیجتا ہے جبکہ لوگ صداقت سے دُور چلے جاتے ہیں اور اُن کو صداقت سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ ایسے لوگوں کے متعلق یہ قیاس کرنا کہ اِدھر ہم اُن کو صداقت کی باتیں کہیں گے اور اُدھر وہ مان جائیں گے یہ بالکل غلط قیاس ہے۔اور یہ پہلے سے سمجھی ہوئی بات ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی مامور کو مبعوث کرتا ہے تو لوگ اُس کی باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ چنانچہ پہلا الہام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا وہ یہی تھا کہ ''دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زورآور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔''2 اِس الہام سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا آسانی کے ساتھ اس نبی کی باتیں نہیں مانے گی اور اس نبی کی سچائی کو منوانے کے لئے اللہ تعالیٰ زورآور حملوں سے اس کی تائید کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بہت زورآور حملوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کر رہا ہے اور کرتا رہے گا جب تک کہ دنیا اِس صداقت کو مان نہیں لیتی۔ پس یہ سوال کہ لوگ اس سچائی کی مخالفت کریں گے یا نہیں؟ بالکل صاف ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ لوگ سچائی کو قبول کر ہی نہیں سکتے۔ یہ بات بھی بالکل خلافِ عقل ہے۔جب اللہ تعالیٰ اپنے مامور کو اِس لئے بھیجتا ہے کہ لوگ اُسے قبول کریں اور اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ لوگ اُسے قبول کریں گے تو ہماری جماعت کے لوگ کس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ لوگ قبول نہیں کریں گے۔اللہ تعالیٰ نے مامور اِسی لئے بھیجا ہے کہ وہ قبول کر سکتے ہیں۔ ابتدائی مخالفت اَور چیز ہے لیکن یہ بات بالکل غلط ہے کہ لوگوں کے دل سچائی کے قبول کرنے پر آمادہ ہو ہی نہیں سکتے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اردگرد کے ماحول کی وجہ سے اور اردگرد کی مشکلات کی وجہ سے اُن کا قبول کرنا مشکل نظر آتا ہو۔ لیکن ہمارا فرض یہی ہے کہ ہم اُن کو ایسے طور پر تبلیغ کریں کہ اُن کے اندر ایمان پیدا ہو جائے۔ جب انسان کے اندر ایمان پیدا ہو جاتا ہے تو وہ تمام قسم کے خوف دل سے نکال دیتا ہے اور جب

دل سے ڈر نکل جائے تو صداقت کو قبول کرنا آسان ہوتا ہے۔ پس تبلیغ کرتے ہوئے اِس خیال کو دل سے نکال دو کہ سننے والا تمہاری بات مانتا ہے یا نہیں۔ تمہارا کام ہے کہ تم صداقت اُس تک پہنچا دو۔ پھر ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ دفتر بیعت والوں کی طرف سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ مارچ 1945ء سے لے کر اب تک دو سالوں میں سب سے زیادہ بیعتیں مارچ 1945ء میں ہوئی تھیں۔ مارچ کا مہینہ 31 دن کا ہوتا ہے۔ لیکن اِس سال فروری میں جو کہ اٹھائیس دن کا ہے اِس سے بہت زیادہ بیعتیں ہوئی ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں تبلیغ کرنے کی رَو پیدا ہو رہی ہے اور جماعت اِس اہم فریضہ کی طرف متوجہ ہو رہی ہے۔ گو بیعتوں کی موجودہ تعداد سے ہزاروں گنے زیادہ بیعتیں ہر سال ہونی چاہئیں۔ اور میرے نزدیک کم از کم پچیس تیس ہزار آدمی روزانہ ہماری جماعت میں داخل ہونا چاہیئے۔ اگر اتنی تعداد میں لوگ شامل ہونا شروع ہو جائیں تو پھر ہم دنیا کو بہت جلد فتح کر سکتے ہیں۔ بہرحال دنیا صداقت کو قبول کر رہی ہے اور جماعت کا قدم ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور اب جماعت کو اپنی تبلیغ کے نتائج سے یہ محسوس ہو جائے گا کہ دراصل سُستی ہماری ہی تھی ورنہ لوگ ماننے کو تیار تھے۔ جہاں اللہ تعالیٰ جماعت پر اپنا فضل نازل کر رہا ہے اور زیادہ لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دے رہا ہے وہاں جماعت کو بھی اِس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ ہماری رائے غلط تھی۔ دراصل ہمارے اندر ایسی دیوانگی اور جنون نہ تھا جو کہ لوگوں کو احمدیت کی طرف کھینچ لاتا۔

دوستوں کو ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ تمام قیمتی نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب تک ایمان کا درخت ہرا بھرا اور مضبوط نہیں ہوتا اُس وقت تک ہم اس سے کسی قسم کے پھل حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک تم میں یہ احساس پیدا نہیں ہوتا کہ ایمان تمام چیزوں سے قیمتی چیز ہے۔ جب تک تم اپنے ایمان کو اپنی جانوں پر، اپنے مالوں پر، اپنی بیویوں پر، اپنے بچوں پر، اپنے بھائیوں پر، اپنی بہنوں پر اور اپنے دوسرے رشتہ داروں پر فوقیت نہیں دیتے۔ جب تک تم ایمان کو ہر چیز پر مقدم نہیں رکھتے اُس وقت تک تمہارے اندر تبلیغ کا جوش پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ ایمان ہر چیز پر مقدم ہے تو یہ جذبہ اُس کے اندر تبلیغ کے لئے جوش پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اُس کے پاس تو اتنی قیمتی اور اعلیٰ نعمت ہو لیکن اُس

کے بھائی بہن اُس نعمت سے محروم ہوں۔ جب کوئی شخص اپنے کسی رشتہ دار کو بیمار دیکھتا ہے تو اُس کا دل رحم کی وجہ سے پگھل جاتا ہے۔ یا جب کوئی شخص اپنے رشتہ دار کو فاقے اور غربت کی مصیبتوں میں مبتلا دیکھتا ہے تو اُس کا دل پگھل جاتا ہے۔ جب اِن معمولی معمولی مصیبتوں میں انسان دوسرے کی حالت پر رحم کھائے بغیر نہیں رہ سکتا تو ایمان سے محرومی جو کہ سب سے بڑی مصیبت ہے وہ کیسے دیکھ سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کے دل میں درد پیدا نہیں ہوتا تو اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اُس کے اندر ایمان کا فقدان ہے اور جتنی جتنی کسی میں ایمان کی کمی ہوگی اُتنا ہی اُسے دوسروں پر کم رحم آئے گا۔ اگر کسی شخص کو اپنے رشتہ داروں کی بدحالیوں پر تو رحم آتا ہے لیکن دوسری مخلوقِ خدا پر رحم نہیں آتا تو وہ شخص ایمان کی دولت سے محروم ہے۔ کیونکہ سب سے بڑا رشتہ تو یہ ہے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اِس رشتہ سے بڑا رشتہ انسانوں کے درمیان اور کوئی نہیں۔ محبوب کی چیز انسان کو محبوب ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ اُس کے کسی بندے کو تنگ کیا جائے اِس لئے اُس سے محبت رکھنے والے بھی اِس بات کا تعہد کرتے ہیں کہ اُن کے ہاتھوں کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

مثل مشہور ہے کہتے ہیں مجنوں کسی جگہ اپنے دوستوں کے ساتھ جا رہا تھا۔ اُس نے رستے میں ایک کُتّا دیکھا۔ وہ اُسے پکڑ کر چومنے لگ گیا۔ ساتھیوں نے کہا کیا تم پاگل ہو گئے ہو کہ ایک کُتّے کو پیار کر رہے ہو؟ اُس نے کہا آپ لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ مَیں کُتّے کو پیار نہیں کر رہا بلکہ میں تو لیلیٰ کے کُتّے کو پیار کر رہا ہوں۔ غرض جب انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو اُس سے تعلق رکھنے والی ہر چیز اُسے پیاری لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی بنی نوع انسان سے محبت ہے۔ اگر محبت نہ ہوتی تو اسے اِس رنگ میں پیدا ہی کیوں کرتا۔ پس تمام وہ لوگ جن کے دلوں میں بنی نوع انسان کے متعلق ہمدردی نہیں اور تمام وہ لوگ جو اپنے دلوں میں بنی نوع انسان کے لئے کپٹ 3. کینہ اور بُغض رکھتے ہیں اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں۔ جتنی جتنی کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہوگی اُتنی ہی اُس کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے ہمدردی کم ہوگی۔ اگر کسی انسان کی ایمان کی متاع محفوظ ہے تو یقینی بات ہے کہ اُس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والا انسان دوسرے انسانوں کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں

فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ [4] کہ مَیں نے جن وانس کو اپنا بندہ بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اِس سے ہمیں انسانی پیدائش کی غرض کا علم ہو گیا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا عبد بنے۔ اور مخلوق میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتا ہے وہ اُس کا بندہ ہے۔ اور جو اُس کے احکام کی پیروی نہیں کرتا وہ بندہ نہیں ہے۔ بیشک وہ مخلوق خدا تعالیٰ کی ہے لیکن وہ عبد نہیں ہے کیونکہ اُس نے اپنی پیدائش کی غرض کو فراموش کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے انسان اِس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ تمام دنیا اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی اِس خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تمام دنیا راہِ راست پر آ جائے۔ اگر تمہارے دنیاوی کاموں میں ذرا سی خرابی پیدا ہو جائے تو تم پریشان ہو جاتے ہو۔ ایک چھوٹی سی دکان جس سے بمشکل تمہارے بیوی بچوں کا گزارہ ہوتا ہے اُس کے کامیاب نہ ہونے پر تم کس قدر گھبراتے ہو۔ بزرگوں اور دوستوں کو دعاؤں کے لئے کہتے ہو۔ اور دوستوں کو پراپیگنڈا کرنے کے لئے کہتے ہو تا کہ کسی طرح تمہاری وہ چھوٹی سی دُکان کامیاب ہو جائے۔ تمہیں اپنی اس چھوٹی سی دکان کے لئے اِتنا فکر ہوتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ جس نے بنی نوع انسان کو پیدا کیا اُسے ان کی ہدایت کا فکر نہیں؟ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو جبراً ایک منٹ میں سب کے اندر ایمان پیدا کر سکتا ہے۔ مگر ایسا کرنے سے بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو سورج ہونے کے لئے بنایا اور چاند کو چاند ہونے کے لئے بنایا اور پہاڑوں کو پہاڑ ہونے کے لئے بنایا۔ اِس لئے قیامت کے دن ان کو کسی قسم کا انعام نہیں ملے گا۔ چونکہ وہ جبری طور پر ایسے بنا دیئے گئے ہیں اِس لئے ان کے کام کا کوئی بدلہ نہیں اور وہ کسی انعام کے مستحق نہیں۔ اگر انسان بھی ایسے ہی ہوتے اور وہ بھی جبری طور پر نیک بنا دیئے جاتے تو وہ بھی انعام کے مستحق نہ ہوتے۔ پس انسانوں کو جبر سے ہدایت پر لانے سے ان کی پیدائش کی غرض فوت ہو جاتی اور وہ منعم علیہ نہ بن سکتے۔ کیونکہ ایسی حالت میں پتھر اور لوہے میں اور ان میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ پس انسان کو آزاد چھوڑا گیا اور تبلیغ کو اس کی ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا۔

پس ہماری جماعت کو اپنے فرائض کو تندہی سے ادا کرنا چاہیئے۔ اور ہر احمدی کو اپنے اوپر یہ فرض کر لینا چاہیئے کہ مَیں ایک احمدی سال میں ضرور بناؤں گا۔ اور اگر مَیں سال میں کم از کم ایک

احمدی نہ بناؤں تو میری زندگی بے کار ہے۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ جماعت کے دوست سال میں کم سے کم ایک احمدی بنانے کا ضرور عہد کریں گے۔ اور اپنے اِس عہد کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں گے۔ قادیان میں اِس وقت پندرہ ہزار کی آبادی ہے۔ اِس میں سے تین ہزار آدمی آسانی سے ایسے نکل سکتے ہیں جن کو قادیان کے اردگرد ایک ماہ کے لئے تبلیغ پر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور قادیان کی جماعت میں سے کچھ لوگ تبلیغ کے لئے اردگرد کے دیہات میں جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس تنظیم کا بہت اچھا نتیجہ نکل رہا ہے۔ بعض جگہ لوگوں پر بہت نیک اثر ہو رہا ہے اور بعض جگہ لوگ احمدیت کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اور ابھی تمام افراد میں اِس تنظیم کے متعلق احساس پیدا نہیں ہوا۔ اگر تمام لوگ اِس کی اہمیت کو سمجھیں تو ہمیں قادیان میں سے کم از کم تین ہزار آدمی ہر سال تبلیغ کے لئے مل سکتا ہے اور ہم پچیس آدمی ہر ماہ تبلیغ کے لئے بھیج سکتے ہیں۔ اگر ان کی عورتیں بھی ان کے ساتھ مل کر کام کریں تو پھر اَور بھی زیادہ شاندار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مردوں کے دوش بدوش عورتیں بھی کام کریں تو اس طرح سے کام جلدی ختم ہو سکتا ہے۔ مسلم لیگ کا ایجی ٹیشن جائز تھا یا ناجائز اِس وقت ہمیں اِس سے بحث نہیں۔ بہرحال ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی ایجی ٹیشن میں حصہ لیا اور آخر کار گورنمنٹ کو مسلم لیگ کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے اور مجبوراً صلح کرنی پڑی۔ اِسی طرح اگر ہماری عورتیں مردوں کے دوش بدوش کام کریں اور عورتیں عورتوں میں تبلیغ کریں اور مرد مردوں میں تبلیغ کریں تو ہماری تبلیغ بہت جلد مؤثر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہزاروں مرد ایسے ہیں جو کہ یہ جانتے ہیں کہ احمدیت اچھی چیز ہے اور اسلام کی خدمت کرنے والی آج صرف یہی جماعت ہے لیکن بیویوں کے ڈر کی وجہ سے احمدی نہیں ہوتے۔ اور ہزاروں عورتیں ایسی ہیں جن کے دلوں میں احمدیت گھر کر چکی ہے لیکن اپنے خاوندوں کے ڈر کی وجہ سے احمدی نہیں ہوتیں۔ اور مرد اور عورت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ مرد اور عورت اپنے تعلقات میں کشیدگی کو گوارا نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر مل کر حملہ کیا جائے تو جو مرد اپنی بیوی کی مخالفت کی وجہ سے رُکا ہوا ہوگا وہ اپنی بیوی کے احمدی ہونے پر فوراً احمدی ہو جائے گا۔ اور جو عورتیں اپنے خاوند کے ڈر سے احمدیت میں داخل ہونے سے رُکی ہوئی ہوں گی وہ اپنے خاوندوں کے احمدی ہو جانے کی وجہ سے فوراً

احمدی ہو جائیں گی۔ اور اِس طرح ہماری ترقی دگنی ہو جائے گی۔

اِس کے بعد مَیں اِسی سلسلہ میں دوستوں کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ مومن کی سب سے قیمتی متاع اُس کا ایمان ہوتا ہے اور جس انسان کے دل میں ایمان ہو وہ دوسرے انسانوں کے لئے اپنے دل میں بُغض اور کینہ نہیں رکھتا۔ مومن وہی ہے کہ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ یَدِہٖ وَ لِسَانِہٖ 5۔ یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُسْلِمُوْنَ کا لفظ کہا ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان کے ضرر سے مسلمان امن میں رہیں۔ مگر اِس جگہ مسلم سے مراد مسلم نہیں۔ کیونکہ ایک دوسری جگہ آپ نے اَلنَّاس کا لفظ بھی استعمال فرمایا ہے یعنی جس کے ہاتھ اور زبان کے ضرر سے لوگ امن میں رہیں 6۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مسلم سے مراد مسلم نہیں بلکہ امن دینے والے کے ہیں یعنی جو شخص یا قوم صلح سے رہتی ہے مسلمان اُسے کبھی نقصان نہیں پہنچاتا۔ وہ ہمیشہ دفاع کے طور پر کام کرتا ہے۔ غرض اسلام ہر مسلمان سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ تیرے ہاتھ اور زبان سے کسی شخص کو تکلیف نہیں پہنچنی چاہیئے۔ خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو۔ اسلام نے اِس معاملہ میں تفریق کو پسند نہیں کیا اور اِسی نقطہ نگاہ سے ہر مسلمان کو دوسرے بنی نوع انسان کو دیکھنا چاہیئے۔ لیکن ہمارے ملک کے حالات کچھ ایسے اُلجھے ہوئے ہیں کہ یہاں کانگرس اور مسلم لیگ کے جھگڑے چلتے چلے جارہے ہیں۔

جہاں تک سیاسیات کا تعلق ہے ہم سیاسیات میں نہیں پڑتے لیکن اگر ان سیاسیات کے اثر کو دیکھا جائے تو ان اثرات سے ہم بھی محفوظ نہیں۔ بہر حال ہم سیاسیات میں دخل نہیں دیتے۔ ہاں مذہبی لحاظ سے ہمیں بہت تکلیف ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے آپس میں لڑیں گے۔ ہمارے درد اور تکلیف کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ ہمارے محبوب کے بندے ہیں اور ان کی تکلیف ہم سے دیکھی نہیں جاسکتی۔ جہاں تک انسانیت کا تعلق ہے ہندو، مسلمان، عیسائی، سکھ وغیرہ سب برابر ہیں۔ اِس لئے انسانیت کے لحاظ سے ہمارے دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ ہندو، سکھ، عیسائی سبھی ہمارے محبوب کی مخلوق ہیں اور ہم چاہتے ہیں ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ لیکن اگر فسادات ہوئے تو تمام قومیں تکالیف اور مصائب کا شکار ہونگی۔ لیکن باقی قوموں کو جو تفکرات ہیں وہ سیاسی قسم کے ہیں اور وہ سیاسی نقطہ نگاہ کے ماتحت اُن کو دیکھتی ہیں اور ہم اسے

مذہبی نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔لیکن چونکہ ابھی ہماری پوزیشن ایسی نہیں کہ ہم سیاسی معاملات میں کوئی آواز بلند کرسکیں اِس لئے اِس معاملہ میں ہمارے لئے سوائے دعا کے اور کوئی چارہ باقی نہیں۔ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ موجودہ تغیرات ملک کی تباہی اور بربادی کا موجب نہ بنیں۔اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دونوں قوموں کے دماغوں کی اصلاح کردے اور ہر ایک قوم دوسری قوم کے جائز حقوق خوشی سے دے دے۔ ہندو مسلمانوں کے حقوق مارنے کی کوشش نہ کریں اور مسلمان ہندوؤں کے حقوق دبانے کی کوشش نہ کریں تا کہ ہمارا ملک لڑائی کی آگ سے بچ جائے اور ہماری تبلیغ کے راستے میں کوئی دیوار حائل نہ ہو۔کیونکہ جب سیاسی اختلافات بڑھ جاتے ہیں تو لوگ دین کی باتوں کی طرف کم دھیان دیتے ہیں اور اُن کے دماغوں میں سیاسی ہیجان کی وجہ سے دین کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوسکتی۔پس اِن دنوں تمام جماعت کو چاہیئے کہ خصوصیت کے ساتھ دعاؤں میں لگ جائے کہ اللہ تعالیٰ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے انصاف سے پیش آنے کی توفیق دے اور وہ آپس میں تعاون اور مفاہمت کے ساتھ کام کرنے کو تیار ہو جائیں۔اور ہر ایک قوم دوسری قوم کے متعلق عفو، درگزر سے کام لے تا کہ ہمارا ملک کامل آزادی کا منہ دیکھ سکے اور ہمارا ملک بھی آزاد ممالک کی صف میں کھڑا ہو سکے۔اور تبلیغ کے لئے جو آسانیاں اور سہولتیں اب ہمیں حاصل ہیں ان میں جھگڑے اور فساد کی وجہ سے کوئی روک واقع نہ ہو جائے۔ اِن حالات میں دعاؤں کی چونکہ اشد ضرورت ہے اِس لئے مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سات جمعراتوں کو جماعت کے دوست روزہ رکھیں۔ چونکہ یہ خبر فوراً تمام علاقوں تک نہیں پہنچ سکتی اِس لئے آئندہ جمعرات کی بجائے میں 20 مارچ سے روزے رکھنے کا اعلان کرتا ہوں تا کہ باہر کے لوگ بھی شامل ہوسکیں۔ پہلا روزہ 20 مارچ کو، دوسرا روزہ 27 مارچ کو، تیسرا روزہ 3 اپریل کو، چوتھا روزہ 10 اپریل کو، پانچواں روزہ 17 اپریل کو، چھٹا روزہ 24 اپریل کو، اور ساتواں روزہ یکم مئی کو۔ اِس طرح یکم مئی تک سات روزے ہو جائیں گے۔ اِس کے بعد اگر یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قلوب کی اصلاح کر دی ہے اور خطرہ کے آثار دُور ہو گئے ہیں تو صرف سات روزے ہی رکھے جائیں گے۔لیکن اگر یہ محسوس ہوا کہ ابھی حالات میں کچھ تغیر پیدا نہیں ہوا تو پھر اِس تحریک کو لمبا کر دیا

جائیگا۔ روزہ رکھنے سے انسان کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ روحانی اصلاح کے لئے روزہ بہت ہی مفید چیز ہے۔ پھر دعاؤں کی قبولیت کا ایک خاص ذریعہ ہے۔ اور جو شخص دعا کرنے کا عادی نہ بھی ہو وہ باقاعدگی کے ساتھ دعا کرنے لگ جاتا ہے۔ پس روزے رکھو اور باقاعدگی کے ساتھ دعائیں جاری رکھو تا کہ اللہ تعالیٰ اِس طرح سے ہمارے ملک کے قلوب کی حالت کو بدل دے۔ ہمارے پاس سیاسی طاقت تو ہے نہیں کہ کسی پر دباؤ ڈال سکیں۔لیکن ایک چیز ہمارے پاس ایسی ہے جو کہ دوسرے لوگوں کے پاس نہیں اور وہ دعا کا حربہ ہے۔ یہ حربہ تمام حربوں سے زیادہ طاقت اور شوکت رکھتا ہے۔

قصہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں کوئی بزرگ تھا۔ اُس کی یہ عادت تھی کہ وہ رات کے وقت اپنے دوستوں اور عزیزوں کو جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام سناتا اور اُنہیں وعظ ونصیحت کرتا۔ اُس کے ساتھ ہی ایک امیر کا مکان تھا جو کہ ناچ اور گانے کا بہت شائق تھا۔ جب وہ بزرگ دوسروں کے ساتھ مل کر دعا اور ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتا تو اُس کے ساتھ کے گھر سے گانے اور باجے کی زور زور سے آواز بلند ہوتی اور ان لوگوں کی عبادت میں خلل پڑ جاتا۔ اِس پر لوگوں نے اُس امیر کو سمجھایا کہ ایسا نہ کیا کرو۔لیکن چونکہ وہ بادشاہ کے خاص آدمیوں میں سے تھا اِس لئے اپنے غرور کی وجہ سے وہ کسی کی بات ماننے کو تیار نہ ہوا۔ آخر پھر محلّہ والوں نے زور دیا کہ اگر اب بھی تم نے ہماری عبادت میں خلل ڈالا تو ہم تمہارے ساتھ نہایت سختی کے ساتھ پیش آئیں گے۔ جب اُس نے لوگوں کے جوش کو دیکھا تو وہ بادشاہ کے پاس گیا اور بادشاہ سے کہا کہ میری حفاظت کے لئے ایک دستہ فوج کا دیا جائے۔ بادشاہ نے اُس کی بات مان لی اور حکم دے دیا کہ ایک دستہ فوج کا اُس کے گھر پر پہرہ دینے کے لئے متعین کر دیا جائے۔ جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ اب فوج کا ایک دستہ میری حفاظت کے لئے پہنچ جائے گا تو اُس نے واپس آ کر اُس بزرگ کو بُلایا اور بڑے تکبر کے ساتھ کہا۔ میری حفاظت کے لئے فوج کا ایک دستہ بادشاہ نے مقرر کر دیا ہے اب مَیں پہلے کی نسبت زیادہ ناچ اور گانے کا شغل کروں گا۔ اب دیکھوں گا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ اُس بزرگ نے جواب دیا کرنا کیا ہے ہم اُس دستے کا مقابلہ کریں گے۔ اُس نے کہا۔ آپ عقل مند آدمی ہیں، آپ غور تو کریں کہ آپ نہتے ہو کر شاہی فوج کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ آخر کونسا ہتھیار

آپ کے پاس ہے جس سے آپ مقابلہ کریں گے؟ اُس بزرگ نے نہایت سادگی کے ساتھ کہا۔ اگر وہ تیر وتفنگ لے کر آئیں گے تو ہم بھی راتوں کے تیروں سے اِن کا مقابلہ کریں گے۔ ہم بے شک بے بس ہیں لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کی طاقت پر بھروسہ ہے۔ جب تمہارے دستہ کے تیر ہماری طرف آئیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہے گا کہ یہ لوگ نہتے ہیں تم جا کر اُس دستے کا مقابلہ کرو۔ اور جس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے آجائیں وہ کب جیت سکتا ہے۔ یہ الفاظ اُن کے منہ سے کچھ ایسے وثوق سے نکلے کہ وہ امیر آدمی یہ الفاظ سنتے ہی گھبرا گیا اور اُس نے کہا بے شک بادشاہ کی فوجیں راتوں کے تیروں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ مَیں آئندہ اپنے افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ پس سب سے زیادہ مؤثر رات کا تیر ہوتا ہے کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کو نظر نہیں آتا۔

اِس جنگ میں جرمنوں کی شکست کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ انگریزوں نے مادی راتوں کا ایک تیر نکالا تھا۔ وہ اِس قسم کی شعاعیں تھیں جو کہ دشمن پر ڈالی جاتیں تو اُسے وہ نظر نہ آتیں۔ لیکن شعاعیں ڈالنے والوں کو نظر نہ آنے والی ان شعاعوں کے اثر سے ان کی تمام نقل وحرکت بخوبی نظر آجاتی اور وہ عین نشانے پر گولہ باری کر سکتے تھے۔ اس وجہ سے جرمنوں کو شکست ہوئی اور انگریز جیت گئے۔ تو رات کا تیر درحقیقت سب سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے کیونکہ وہ جس پر پھینکا جاتا ہے اُسے نظر نہیں آتا۔ مادی دنیا کے تیر ایک خاص جگہ اور خاص مقام سے نکلتے ہیں اور خاص جگہ اور خاص مقام پر جا کر گرتے ہیں اور وہ دیکھنے والوں کو نظر آجاتے ہیں۔ لیکن یہ رات کا تیر ایسا ہے جو کسی کو نظر بھی نہیں آتا اور مادی تیروں کی نسبت بہت زیادہ اثر کرتا ہے۔ اور پھر یہ تیر ایسا ہے جسے کوئی دوسرا ایجاد بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جو شخص اِن تیروں کا قائل ہوگا اور اِن تیروں کے ایجاد کرنے کی کوشش کرے گا وہ یقیناً مسلمان ہو جائیگا۔ اور جب مسلمان ہو جائیگا تو وہ دشمن نہ رہے گا۔ یہ تیر ایک ہی قوم کے قبضہ میں رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان تیروں میں اثر پیدا کرنے والا خدا ایک ہے دو نہیں۔ بہرحال یہ تیر ایسا ہے جو کہ ایک ہی قوم کے قبضہ میں رہتا ہے اور جو اِس پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا وہ یقیناً ہمارا ساتھی بن جائیگا۔

پس رو رو کر دعائیں کرو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کو لڑائی اور جھگڑے سے

بچا لے اور تمہاری دعائیں لوگوں کے دلوں میں تبدیلی کا باعث بن جائیں اور ان کے دِلوں کی میل دھو دی جائے۔ وہ رات کو غم و غصہ کے خیالات لے کر سوئیں اور صبح اُٹھیں تو اُن کے خیالات میں تبدیلی ہو چکی ہو۔ پس مَیں اعلان کرتا ہوں کہ دین کی تبلیغ کو وسیع کرنے کے لئے اور ملک کے فائدے کے لئے تمام دوست تعہد کے ساتھ روزے رکھیں کیونکہ حُبُّ الْوَطَنِیْ بھی ایمان میں سے ہے۔ مَیں نے جیسا کہ بتایا ہے یہ روزے 20 مارچ سے شروع کئے جائیں اور ہر جمعرات کو روزہ رکھا جائے۔ اِس طرح یکم مئی تک سات روزے ہو جائیں گے۔ اِسکے بعد مَیں دیکھوں گا کہ اِس تحریک کے جاری رکھنے کی ضرورت ہے یا اسے بند کر دیا جائے۔ پس ایسے طور پر خشوع اور خضوع کے ساتھ دعائیں کی جائیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش ہل جائے اور اُس کے فرشتے ہماری تائید میں لگ جائیں اور جس کام کو دوسری طاقتیں نہیں کر سکیں ہم اُسے کر لیں۔ اور بدقسمت ہندوستان جو ایک لمبے عرصہ سے ذلت اور ادبار کے گڑھے میں گرا ہوا ہے اُسے اِس حالت سے باہر نکال لائیں۔ اور ہندوستانیوں کے دلوں کو بدل کر نیکی اور تقویٰ کی طرف کھینچ لائیں۔ یہاں تک کہ ہندوستان کی ترقیات اعلائے کلمۃ اللہ، اسلام اور احمدیت کے پھیلانے میں مُمِد ہوں گے۔'' (الفضل 19 مارچ 1947ء)

---

1:ابراھیم:8

2: تذکرہ صفحہ 104 ایڈیشن چہارم

3: کپٹ: دشمنی۔ حسد۔ بُغض

4:الذاریٰت:57

5: بخاری کتاب الایمان باب اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ (الخ) میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ ''مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ.''

6:النسائی کتاب الایمان باب تَأوِيْلُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَتِ الْاَعْرَابُ۔(الخ)